یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالکم

مسلک اہل حدیث کا داعی اور جمعیۃ اہل حدیث ہند کا نقیب

ترجمان

دہلی

پندرہ روزہ

مدیر: ابوالکلام احمد

کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ

"ہر بدعت گمراہی ہے"

اخرج الدارمی ان ابا موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ قال لابن مسعود رضی اللہ عنہ
انی رایت فی المسجد ______ قال وکم من مرید للخیر لن یصیبہ ۔

امام دارمی یہ روایت لائے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس جاکر کہا: میں نے مسجد میں کچھ لوگوں کو گول دائروں (حلقوں) میں بیٹھے ہوئے دیکھا ہے جو نماز کا انتظار کر رہے تھے اور ان کے ہاتھوں میں چھوٹی چھوٹی کنکریاں ہیں اور ہر دائرے میں ایک آدمی ہے جو کہتا ہے سو مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہو تو لوگ اس کی اقتدا میں اللہ اکبر کہتے ہیں پھر وہ کہتا ہے سو مرتبہ لا الٰہ الا اللہ کہو پھر وہ لا الٰہ الا اللہ کہتے ہیں۔ اس کے بعد وہ کہتا ہے سو دفعہ سُبْحَانَ اللہ کہو، پھر وہ سُبْحَانَ اللہ کہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے یہ سن کر حضرت ابوموسیٰ اشعری سے کہا: تم نے یہ دیکھ کر ان کو کیا کہا؟ ابوموسیٰ اشعری نے جواب دیا "میں نے تو ان کو کچھ نہیں کہا آپ کی رائے اور حکم کا منتظر ہوں۔" آپ نے فرمایا تم نے انہیں یہ حکم کیوں نہیں دیا کہ اس کی بجائے وہ اپنے گناہوں کا شمار کریں اور ان کی نیکیاں ضائع نہ ہوں گی تم ان کو ضمانت دیتے۔ اس کے بعد عبداللہ بن مسعودؓ خود تشریف لائے اور ان حلقوں (گول دائروں) میں سے ایک حلقے کے قریب کھڑے ہوکر فرمایا: تم یہ کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے جواب میں کہا، ابوعبدالرحمٰن (عبداللہ بن مسعودؓ کی کنیت) ہم ان کنکریوں کے ذریعے تکبیر، تہلیل اور تسبیح گن رہے ہیں۔ فرمایا تم اس کے بجائے اپنے گناہ گنو۔ میں تمہیں ضمانت دیتا ہوں کہ تمہاری نیکیوں میں سے کوئی چیز ضائع نہیں ہوگی۔ اس کے بعد فرماتے ہیں۔ اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم کس قدر جلدی ہلاکت کی طرف چل پڑے ہو، ابھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بڑی تعداد میں موجود ہیں اور آپ کے کپڑے بھی پرانے نہیں ہوئے اور ابھی آپ کے برتن ٹوٹے ہیں (یعنی آپ کے انتقال کو زیادہ مدت نہیں ہوئی) مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، یا تو تم نے کوئی ایسا دین دریافت کرلیا ہے جس میں دین محمد سے زیادہ ہدایت ہے اور یا تم گمراہی کے دروازے کھول رہے ہو۔ ورد و وظیفہ کرنے والوں نے ان سے کہا ___ ابوعبدالرحمٰن خدا کی قسم ہماری نیت تو صرف نیکی حاصل کرنے کی ہے۔ تو جواب میں عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کتنے ہی نیکی کی نیت سے عمل کرنے والے اس سے ہمیشہ محروم رہتے ہیں۔

بدل اشتراک پندرہ روپے

بدل اشتراک غیر ممالک سے (۵ پونڈ) یا (دس ڈالر)

یکم جون ۱۹۸۰ء

حافظ محمد یحییٰ

اظہار حقیقت

گذشتہ سے پیوستہ

ارکانِ جماعت میں ڈاکٹر سید عبدالحفیظ صاحب سلفی نے سعودی عرب سے واپسی پر دہلی میں دورانِ قیام اپنے تجربات اور مشاہدات کی بنا پر اس خدشے کا اظہار فرمایا تھا کہ وہ چہرے جو جمعیۃ کی تخریب کاری میں پیش پیش نظر آتے ہیں وہ دوسروں کے ایما پر یہ ہنگامہ آرائی کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا سعودی عرب میں مرکزی دارالعلوم کے طلبا میری جمعیۃ سے علیحدگی پر مصر تھے اور اس بات کو منوانے کے لئے شب و روز مجھے اس طرح گھیرے رہتے تھے کہ فرائض و سنن کی ادائیگی بھی میرے لئے مشکل ہو گئی تھی۔ ان کی بدسلوکی اور بدکلامی سے میرا قلب و ذہن جس طرح متاثر تھا اس سے میرے شریکِ سفر بھی پریشان تھے۔ میرے ایک ہمسفر نے ان حالات سے دل برداشتہ ہو کر طلبا سے کہا "آپ علم اور عمر کے احترام کو بالائے طاق رکھ کر اخلاق سے گری ہوئی گفتگو ڈاکٹر صاحب سے کر رہے ہیں۔ کیا عالمِ سفر میں آپ کو ڈاکٹر صاحب کی صحت اور ان کی جان کا بھی خیال نہیں؟" بہرکیف یہ حضرات ڈاکٹر صاحب سے یہ وعدہ لینے میں کامیاب ہو گئے کہ شیخ عبدالصمد الکاتب جب ہندوستان کے دورے پر آئیں گے تو وہ جس اجلاس کا اہتمام کریں گے اس میں آپ کو شریک ہونا ہوگا۔ چنانچہ طے شدہ پروگرام کے تحت شیخ عبدالصمد الکاتب ہندوستان کے دورے پر آئے اور مولانا عبدالوحید صاحب ناظم مرکزی دارالعلوم کا خط ڈاکٹر صاحب کے نام لیکر وہ بھونگ پہنچے۔ ان کے سامنے خط رکھ کر کاتب صاحب نے اپنے مطالبات پیش کر دیئے۔ ناظم صاحب کے اس خط کی نقل ڈاکٹر صاحب نے مجھے بھیجی۔ اس خط کے دو جملے ڈاکٹر صاحب کی آمد کی خبر ہوتی تو یقیناً مجلس عاملہ سے مستعفی ہو جاتا ——— وہ جس خلوص کے ساتھ جمعیت اور جمعیۃ کے لئے کوشش کر رہا ہے اگر اس کا نتیجہ برآمد ہو سکا تو ایسے کئی پیچیدہ طوفان نظر آ رہا ہے اس کی زد سے ہم میں سے کوئی نہ بچ سکے گا" محسوس ہوا کہ سعودی عرب میں مرکزی دارالعلوم کے طلباء کے ڈاکٹر صاحب سے مطالبات ——— پھر مولانا عبدالصمد الکاتب کا منصوبہ بند طریقہ پر دورۂ ہند اور ناظم صاحب کا ڈاکٹر صاحب کو دھمکی آمیز خط لکھنا ایک ہی مقصد کے حصول کے لئے مختلف کوششیں ہیں۔ مگر میرے دل نے ذہن سے یہ سوال کیا کہ ناظم صاحب اس طرح کے جوڑ توڑ کی کوششوں میں کیوں شریک ہوں گے؟ جبکہ ان کا کوئی مفاد اس سے وابستہ نہیں ——— ایک لمحہ کے لئے ذہن نے جس احساس کو جنم دیا تھا اس سوال کا جواب نہ پا کر وہ ختم ہو گیا۔ مگر ناظم صاحب کا صدارت کے لئے خود اپنا نام پیش کرنے سے وہ تمام خوش فہمیاں غلط ثابت ہو گئیں کہ جمعیۃ کے خلاف ہونے والی تخریب کاری اور ذمہ دارانِ جمعیۃ کے خلاف بہتان تراشی کرنے والوں کے ساتھ ان کی ہمدردیاں نہیں ہیں۔

بہرکیف پہلی نشست کی گفتگو کے بعد ناظم صاحب اپنے رفقاء کے ہمراہ دیوبند تشریف لے گئے۔ اس اثنا میں مقامی اور غیر مقامی دہلی میں موجود ارکانِ عاملہ مرکزی جمعیت اور دیگر ہمدردانِ جمعیت سے مشورہ کیا۔ بیشتر حضرات کیلئے ناظم صاحب کا خود کو صدارت کے لئے پیش کرنا باعثِ حیرت تھا۔ مگر غلام نبی ہارون اور دیگر چند اصحاب کے لئے یہ بات غیر متوقع نہ تھی۔ چونکہ اس سلسلہ میں ذمہ دارانِ مرکزی دارالعلوم کی جانب سے مسلسل جدوجہد کی جا رہی تھی۔ ان میں سے چند واقعات ان حضرات کے علم میں تھے۔ دورانِ گفتگو یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ محترم صوفی نذیر احمد صاحب کشمیری حفظہ اللہ جن کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ جمعیت جیسی دینی تنظیم بددیانت ہاتھوں میں نہ جائے اس کے لئے وہ جماعت کے مقتدر حضرات سے زبانی اور تحریری طور پر مولانا عبدالحمید رحمانی سے جمعیت کو بچانے کی اپیل کر چکے ہیں۔ اب چونکہ مولانا عبدالحمید رحمانی اس وقت چند گروپ کا دماغ، زبان اور ہاتھ ہیں۔ جوڑ توڑ کی اسکیموں سے لیکر تحریر و تقریر تک سے اس انتشار پسند گروپ کی مدد کر رہے ہیں۔ ان کے خلاف ——— صوفی صاحب کا کسی سے کچھ کہنا یا لکھنا ان .... کی کوششوں کے خلاف ہوتا تھا۔ لہٰذا مرکزی دارالعلوم کے شیخ الجامعہ مولانا عبدالوحید صاحب، صوفی صاحب مدظلہ کی خدمت میں ان کو ہموار کرنے کیلئے تشریف لے گئے۔ اور صوفی صاحب کی توجہ مولانا عبدالحمید کی طرف سے ہٹا کر ناظم صاحب کی طرف پھیرنے کی کوشش کی گئی۔

ایک صاحب نے ناظم صاحب کی صدارت کی خواہش کو معقول بتایا اور گذشتہ دو تین کی دوستی میں اس کا جائزہ لیتے ہوئے فرمایا شیخ عبدالصمد الکاتب کے بلائے ہوئے جماعت میں نام نہاد ایڈہاک کمیٹی بنائی گئی اور ناظم صاحب کو کرسی صدارت پیش کی گئی۔ شیخ صاحب کی حسب ہدایت یہ پروگرام چلا رہے تھے اور ویسے بھی وہ لفظی اعتبار سے نابلد تھے۔ حاضرین میں سے اسی مجلس میں جناب ذوق کریمی مدیر ترجمان حفظہ اللہ نے ایڈہاک کمیٹی کے صدر کے انتخاب پر یہ ضابطہ بتاتے ہوئے اعتراض کیا کہ ایڈہاک کمیٹی کی تشکیل کے لئے کنوینر مقرر کیا جاتا ہے اس کا کوئی صدر منتخب ہونا اور یہ قاعدہ کلیہ ہے۔ شیخ صاحب نے اس اعتراض کا کوئی اثر نہیں لیا اور طے شدہ پروگرام کے مطابق مولانا عبدالوحید صاحب کو ہی ایڈہاک کمیٹی صدر کے منصب پر فائز رکھا گیا اور طرفہ تماشہ یہ کہ مولانا عبدالوحید صاحب کو بجائے ایڈہاک کمیٹی کے صدر کے مرکزی جمعیۃ کے صدر بنائے جانے کا اعلان کیا گیا۔ یہ تضاد بیانی اس نام نہاد جلسہ کرنے والوں کے ذہنوں کی بھرپور عکاسی کرتی ہے اور پھر مسکرا کر موصوف نے فرمایا کہ ذاتی مصلحتیں جب لوگوں کے پیشِ نظر ہوتی ہیں تو انہیں ضابطہ کی پرواہ نہیں رہتی۔ ان کا اپنا مفاد ہی ضابطہ اور دستور بن جاتا ہے۔

ایک صاحب کو یہ بھی اعتراض تھا چونکہ مولانا عبدالوحید صاحب مرکزی دارالعلوم بنارس کے ناظم ہیں اور یہ ادارہ مرکزی جمعیت کے ماتحت قائم کیا گیا تھا اور آج تک اسی کی سرپرستی میں چل رہا ہے۔ عام ضابطہ کے لحاظ سے یہ بات نامناسب ہے کہ کسی ماتحت ادارے کا ناظم اس کے مرکزی ادارے کا صدر بنے۔

اس پر ایک صاحب نے فرمایا کہ اس قسم کی افواہ سننے میں آ رہی ہے کہ دارالعلوم کی نظامت کے سلسلہ میں دہلی بنارس کے درمیان کچھ اختلاف پیدا ہو گیا ہے اور اندرونی طور پر یہ طے پایا ہے کہ دارالعلوم کی نظامت مولانا عبدالقدوس کو دیدیا جائے اور جمعیت کی صدارت ناظم صاحب کے سپرد کر دی جائے۔ ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ ایک طرف تو یہ مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ جمعیۃ کے لئے ایسا شخص صدر منتخب کیا جائے جو پورا وقت جمعیۃ کو دے اور مستقل قیام دہلی میں رکھے۔ تو کیا ناظم صاحب جیسے عدیم الفرصت کاروباری اور مریض کے لئے یہ ممکن ہوگا کہ وہ بنارس چھوڑ کر دہلی میں جمعیۃ کی خاطر قیام کریں شاید نہیں۔ تو پھر یہ سب صرف پروپیگنڈے کی حد تک تھا۔

غرضکہ اس مجلس میں ہر شخص ناظم صاحب کی صدارت سے غیر مطمئن تھا۔ مختلف تجاویز بنا۔ پھر کوئی فیصلہ نہیں ہو سکا نتیجۃً ہم نے ذاتی طور پر یہ بہتر سمجھا کہ بات چیت جاری رکھی جائے۔ دیوبند میں

پندرہ روزہ ترجمان دھلی

جلد ۲ | مورخہ یکم جون سنہ ۱۹۸۰ء | شمارہ ۱۱

اتحاد و تنظیم!

اسلام کا بنیادی پتھر

اتحاد و تنظیم اسلام کا ایک بنیادی پتھر ہے، اسی لئے اس کی بڑی اہمیت بیان کی گئی ہے اور ہدایت کی گئی ہے کہ مسلمان اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑے رہو اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو۔ تفرقہ ڈالو گے تو تمہاری عزت برباد ہو جائے گی اور متحد رہو گے تو اللہ کی مدد شامل حال رہے گی۔ اسی لئے کہ جماعت پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ رہتا ہے (ید اللہ علی الجماعت) اس کا ثبوت یہیں اسلامی ملکوں سے ملتا ہے۔ جب تک یہ ممالک منتشر تھے، ان کی کوئی تنظیم نہ تھی وہ ساری دنیا میں رہیں تھے، ان کی کوئی عزت نہ تھی۔ اور ان کا کوئی وزن نہ تھا۔ لیکن جب سے ان کی تنظیم بنی ہے اسلامی برادری کا قیام عمل میں آیا ہے، دنیا ان کا لوہا مان رہی ہے جس کا ثبوت اسلامی ملکوں کے وزراء خارجہ کی کانفرنس ہے، جو اسلام آباد (پاکستان) میں چھ دن تک جاری رہی، جب تک یہ کانفرنس ہوتی رہی دنیا کی نظریں اس پر مرکوز رہیں۔ حتیٰ کہ روس اور امریکہ جیسی سپر طاقتوں کو بھی کانفرنس کے فیصلوں کا بے صبری کے ساتھ انتظار رہا۔

کانفرنس میں روس اور امریکہ دونوں ہی طاقتوں کے زیر اثر ملکوں کی نمائندگی تھی۔ لیکن ایک خوش آئند بات یہ دیکھنے میں آئی کہ چند ممالک کو چھوڑ کر بیشتر ممالک نے نہایت بے باکی اور آزادی کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ ان میں ایسے بھی تھے جو روس کی پالیسی پر معترض تھے۔ اور اس بات پر ناراض تھے کہ روس نے افغانستان میں فوجی مداخلت کی ہے اور ایسے بھی تھے جنہیں ایران میں امریکہ کی ناکام فوجی مہم پر اعتراض تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ امریکہ کو اپنے یرغمال فوجی طاقت کے بل بوتہ پر نہیں بلکہ مساوی بنیاد پر باہمی گفت و شنید کے ذریعہ ان کو رہا کرنا چاہئے۔ جن ممالک نے امریکہ کی پالیسی پر اعتراض کیا، ان میں پاکستان اور سعودی عرب بھی شامل تھے۔ جن کے تعلقات امریکہ سے دوستانہ ہیں۔ لیکن امریکہ کے ساتھ یہ دوستی اس آزادانہ اظہار خیال میں مانع نہیں ہوئی۔ یہ بہت بڑی بات ہے اس سے اسلامی ملکوں کی متحدہ طاقت اور آزادانہ روش کا اندازہ ہوتا ہے۔ اپنی اس متحدہ طاقت کے ذریعہ ہی آج ایران اس قابل ہو سکا ہے کہ وہ امریکہ جیسی سپر طاقت کو للکارے اور چیلنج کرے۔ سعودی عرب اپنے آپ کو اس قابل سمجھے کہ وہ ضرورت پڑنے پر بانگ دہل اعلان کرے کہ ہم اپنے تیل کو ہتھیار کے طور پر استعمال کریں گے۔

اسلامی ملکوں کی اس متحدہ طاقت سے سامراجیوں کے حلقے بڑے خائف ہیں۔ خاص طور پر ان ممالک کے جو ان کا استحصال کرتے اور صدیوں تک انہیں پامال کرتے رہے ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ اسلامی ملکوں کا یہ اتحاد قائم رہے۔ اسی لئے ان کی ریشہ دوانیاں اور جوڑ توڑ جاری رہتے ہیں۔ امریکی صدر کارٹر نے کیمپ ڈیوڈ میں مصر و اسرائیل کے سربراہوں کو طلب کرکے ان دونوں میں معاہدہ کرانے کی جو چال چلی اس کا واضح مقصد یہ تھا کہ اسلامی دنیا میں انتشار و افتراق پیدا ہو اور سامراجیت کو اپنی من مانی کرنے کا موقع مل سکے۔ لیکن خوش قسمتی کی بات ہے کہ وہ اپنے اس مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا، اور کوئی مسلم ملک اسرائیل کے ساتھ صلح کرنے کے معاملے میں مصری پالیسی کا حامی نہ بنا۔ یہ سب کچھ اسلامی ملکوں کی تنظیم اور اتحاد کا کرشمہ ہے۔

یہ اسلامی تنظیم اب اتنی مضبوط ہے کہ وہ ایران اور افغانستان جیسے بین الاقوامی مسائل کو حل کرنے کے معاملے میں بھی دخیل ہو رہی ہے۔ وزراء خارجہ کی اسلام آباد کانفرنس میں اس سلسلہ میں جو اہم فیصلے کئے گئے ہیں ۱۰۵ پر ... (تجویز ...) پر مجبور ہو گا۔ اس لئے کہ وہ افغانستان کی جس دلدل میں جا کر پھنس گیا ہے۔ اس سے وہ اسلامی ملکوں کی مدد سے ہی باہر نکل سکتا ہے۔ ورنہ افغان مجاہدین روسیوں کو بالآخر اپنے ملک سے نکالنے میں کامیاب ہوں گے۔ اور اس وقت روس کو بہت پشیمان ہونا پڑے گا۔

ہمارے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اسلامی ملکوں کی جو تنظیم بنی ہے، اب اس کا حلقہ کار بڑا وسیع ہو رہا ہے۔ عالمی مسائل کو حل کرنے کے لئے بڑی طاقتیں بھی اس کی امداد اور تعاون حاصل کرنے کے لئے مجبور ہیں۔ خدا کرے کہ اسلامی ملکوں کا یہ اتحاد اور مضبوط ہو اور جو ممالک اس میں ابھی ایسے موجود ہیں جو کسی ایک یا دوسری بڑی طاقت کے مفادات کو سامنے رکھ کر بات کرتے ہیں۔ خدا انہیں توفیق دے کہ وہ زیادہ آزادی اور بے باکی کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں اور اس کے مطابق اپنی پالیسی وضع کر سکیں۔

اسلامی ممالک کے اس اتحاد کا اطلاق مختلف مسلم تنظیموں، جماعتوں اور افراد پر بھی ہوتا ہے۔ جس طرح اسلامی ممالک متحد و منظم ہو کر بین الاقوامی دنیا میں اسلامی دنیا کی طاقت کا سکہ جما سکے، اسی طرح کسی بھی ملک کے اندر مسلم جماعتیں متحد و منظم ہو کر اپنی حیثیت کو منوا سکتی ہیں۔ ہندوستان میں اگر آج ۳۳ برس کے بعد بھی مسلمانوں کے مسائل اپنی جگہ موجود ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں ابھی تک مسلم جماعتیں اور انجمنیں باہمی انتشار کا شکار ہیں۔ ان میں سے ہر ایک اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنائے ہوئے ہے اور اگر کبھی ان کو متحد و منظم کرنے کی کوشش کی بھی گئی ہے تو کوئی نہ کوئی جماعت خدا معلوم کس پوشیدہ طاقت کے زیر اثر اس اتحاد کو ڈائنامیٹ کر دیتی ہے۔ مختلف جماعتوں کے درمیان ہی نہیں یہاں تو ایک ہی جماعت اور ایک ہی ملک کے لوگوں کے درمیان ذاتیات کی بنیاد پر اتنے جھگڑے ہیں کہ تعمیر ملت کا کوئی کام ممکن ہی نہیں رہا ہے۔ اور خود حکومت بھی ہمارا وزن محسوس نہیں کرتی۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ ہمیں سمجھ دے اور ہم اپنے اتحاد و اتفاق کی اہمیت کو سمجھیں اور اس حقیقت کو سامنے رکھیں۔

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

یہ افتراق و انتشار کی لعنت

لندن میں گزشتہ ماہ دو سے زیادہ مسلم ملکوں متعددین کے اجتماعات ہوئے۔ اگرچہ ان سے یورپی دنیا میں ایک طرح کھلبلی مچ گئی تھی کیونکہ ان اجتماعات کا خاص مقصد احیاء اسلام کی تحریک کو فروغ دینا تھا۔ لیکن ان اجتماعات میں زیر بحث .... مسائل پر جب متعددین کی تقریریں ہوئیں تو مختلف ممالک کی سیاست میں دب کر رہ گئیں۔ ایک دوسرے ملک کے نمائندوں کو خوب مطعون کیا گیا۔ اور خالص علمی تقریروں کے دوران بھی کردار کشی اور تبرا بازی کی رسم ضرور ادا کی گئی۔ مثلاً ایرانی متعددین نے عراق کے صدر صدام حسین اور شام کے صدر حافظ الاسد کو کافر تک کہا۔ جواب میں شامی نمائندوں نے یہ آواز بلند کی کہ خطبہ پڑھنے کے بعد امام خمینی کو عدو اللہ کہہ کر پکارا۔ کبھی متعددین میں جوتم بازی اور ہنگامہ آرائی بھی دیکھنے میں آئی۔ ہر اجلاس کے اختتام پر تبرا بازی کو روکنے کے لئے منتظمین نعرہ اذان اور نماز کا آخری حربہ استعمال کیا گیا۔ جو اکثر و بیشتر کامیاب رہا۔ اس صورت حال کا قدرتی طور پر غیر مسلموں پر کچھ اثر پڑا ہوگا۔ اور وہ بھی لندن جیسے مقام پر جہاں کم و کم سیاسی یا مذہبی اجتماعات ہی ہوتے ہیں سنجیدگی اور تدبر کا ماحول دیکھنے میں آتا ہے لیکن اب خدا جانے مسلمانوں میں افتراق و انتشار کی کیا بیماری چل پڑی ہے کہ وہ ایک جگہ جمع ہو کر بیٹھ بھی نہیں سکتے۔ اپنے مسائل پر سنجیدگی سے غور کرنا تو دور کی بات ہے۔

جو مذہب افتراق و انتشار ختم کرنے اور تمام مسلمانوں کو ایک لڑی میں پرونے کے لئے آیا وہ یوں باہمی اختلافات کا شکار ہوں۔ اس سے بڑی بدنصیبی اور کیا ہو سکتی ہے تاہم خوش آئند بات یہ ہے کہ مسلم ممالک اپنے مشترکہ مسائل کے سلسلہ میں متحد ہیں۔ اور وہ متحد ہو کر ہی ان کو حل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

انتقال پر ملال

ہمارے دوست بزرگ جناب محمد حسین صاحب بی اے مورخہ ۲ مئی سنہ ۱۹۸۰ء کو اس دار فانی سے دار البقا کو کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک اور مسلک اہلحدیث کے بڑے شیدائی تھے۔ ناظرین سے دعائے مغفرت اور جنازہ نماز جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔
(محمد خان ورساکا پٹنم آندھرا)

دنیا کو اسلام کی ضرورت

[illegible]
[illegible]

دو آدمی اپنے اپنے گھر سے سفر کو نکلے کہ منزل پر ایک بڑی سرائے تھی۔ ایک نے اپنے قافلے کے ساتھ سرائے کے شمالی حصے میں قیام کیا، دوسرے نے جنوبی حصے میں۔ دونوں کو معلوم تھا کہ صبح کو یہیں سے دوسری جگہ پہنچنا ہے اور یہاں رات بسر کرنی ہے۔ دونوں کو یہ بھی معلوم تھا کہ اگر رات کو آرام نہ کیا تو صبح کا سفر مشکل ہو جائے گا۔

شمالی حصے والے نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے سرائے پر قبضہ کر کے اس کے مالکوں سے مار دھاڑ شروع کر دی۔ رات بھر ہنگامہ رہا۔ دنگا فساد سے ان کا ارادہ تھا کہ اس رات کے لئے سرائے کے مالک بن کر عیش کریں۔ ... پریشانی اور مصیبت میں ... ان کو ... تھوڑی دیر کے ... شور و شغب برپا کی۔

جنوبی حصے والے ... سرائے میں صرف ... تمام انتظام ... اور مکانوں ... فضول ... سو رہے ... ایک ... دیا۔ ... سرائے کا ... بہت سے آدمی ... گرفتار ہوئے ... سرائے میں شب باشی کے لئے ... مسافروں کو ایذا پہنچانے اور مالک سرائے کے خلاف مقدمہ کرنے اور اس کی ملکیت کو غارت کرنے کا ... جرم عائد کیا ... ایک شب کے قیام کے لئے تھی ... کیا حرج ہوتا اگر ... عذر نہ تھا۔

ایک تیسرا آدمی قافلوں کے پیچھے پیچھے پایا تھا۔ وہ بھی سرائے میں ایک طرف ... گیا۔ اس نے دونوں قافلے والوں کی باتیں سنیں اور وہ ان کی کار... سے واقف تھا مگر اس نے سوچا مجھے ... ان دونوں کے معاملے میں دخل ... سرائے ... جو ہو سو ہو ... تکلیف نہیں ... نتیجہ یہ ہوا کہ شمالی سرائے والوں کے دنگے فساد میں اس کے ایک بازو میں پتھر آ لگا اور جنوبی سرائے والوں کے آگ بجھا دینے سے اس کا ایک ہاتھ جل گیا۔ یہ شخص ساری عمر افسوس کرتا رہا کہ میں نے پہلے سے ان لوگوں کو کیوں نہ سمجھا دیا۔ حاکم کی عدالت میں اس شخص پر بھی اعانت بالسکوت کا الزام لگایا گیا۔

یہ حکایت ہم مسلمانوں کی حالت کے مطابق ہے۔ ہم میں ایک گروہ ہے جو اپنی زبان سے ایمان کا دعویٰ کرتا ہے اور خود کو ماجاء بہ الرسول کا پیرو ظاہر کرتا ہے۔ مگر دنیا میں انتہائی فساد اور خرابی اور غلط روی میں مصروف ہے وہ اس سرائے یعنی دنیا میں قیام کرنا چاہتا ہے لیکن کرایہ دے کر نہیں بلکہ محض شر و فساد کے ذریعہ سے۔ نتیجہ یہ ہے کہ جو کچھ گھر سے لایا تھا وہ بھی کھو بیٹھا، مالک کو ناراض کیا، رات کا آرام کھویا اور اگلی منزل کھوٹی کر لی۔

دوسرا گروہ اس سرائے کو لغو اور ہیچ سمجھ کر اس کی ... میں مصروف ہے اور اصول معاشرت کے خلاف کام کرتا ہے۔ وہ بھی سرائے میں رہنا گوارا کر لیتا ہے، اس کے قواعد کی پابندی کرنا نہیں چاہتا جس نے صرف یہ سمجھ رکھا ہے کہ دنیا محض ایک سرائے ہے یا ایک پل ہے جس پر ... گزرنا ہے۔ یہ گروہ یہ نہیں سمجھتا کہ اس سرائے کے ... وقت ... ہوں گے اور وہ درست تیار ہوگا جو آئندہ سفر کے لئے ضروری ہے۔ یہ گروہ بھی دنیا کو خراب اور اپنے کو ہلاک کرتا ہے۔

تیسرا گروہ سمجھتا ہے یہ لوگ جو کچھ کر رہے ہیں وہ برا ہے مگر وہ ان کو راہ راست پر لانے میں سعی نہیں کرتا۔ چنانچہ یہ بھی ان کے ساتھ تباہ ہوتا ہے کیونکہ جب ساری قوم پر تباہی آتی ہے تو کوئی فرد بچ کر نہیں نکل سکتا۔ آگ ایک وسیع دائرہ بنا کر جلاتی ہے۔ اس کے شرارے کسی خاص نقطے تک محدود نہیں رہتے۔

قرآن شریف میں تینوں قسم کے لوگوں کا ذکر موجود ہے۔ پہلے گروہ کی شان یہ ہے:

(۱) اولٰئک الذین اشتروا الحیٰوۃ الدنیا بالاٰخرۃ فلا یخفف عنہم العذاب ولا ہم ینصرون

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی خریدی ہے پس نہ تو ان کے عذاب ہی میں تخفیف کی جائے گی اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔

(۲) الیوم ننسٰکم کما نسیتم لقاء یومکم ھٰذا۔ (جس طرح تم نے اس دن بھلا دیا تھا آج ہم تم کو بھلا دیں گے)

(۳) وما الحیٰوۃ الدنیا الا متاع الغرور (اس دنیا کی زندگی کیا ہے سوا دھوکے کی پونجی کے)

دوسرے گروہ کو اس طور پر خبردار کیا گیا ہے:

(۱) یا ایہا الذین اٰمنوا لا تحرموا طیبٰت ما احل اللہ لکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین ۝

(اے ایمان لانے والو جو اچھی چیزیں حلال کی گئی ہیں ان کو حرام نہ کرو۔ خدا حد سے گزرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا)

(۲) ورہبانیۃ ن ابتدعوہا
(اور وہ ترک دنیا جو انہوں نے (عیسائی عابدوں نے) ایجاد کیا ہے)

تیسرے گروہ کی بابت فرمایا ہے:

ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ہم الکٰفرون ۝ ہم الفٰسقون ۝ ہم الظٰلمون ۝

جو لوگ اس چیز کا حکم نہ کریں جو خدا نے نازل کی ہے وہ ناشکرے ہیں، فاسق ہیں اور ظالم بھی ہیں۔

اس سے پایا جاتا ہے کہ منشائے حکم الٰہی کے مطابق حکم نہ دینا اور اس کی خلاف ورزی کی مخالفت نہ کرنا خود کفر ہے گمراہی ہے اور تاریکی ہے۔ دوسری جگہ نیک کام کرنے کا اور برے کاموں میں تعاون سے انکار کرنے کی تو زیادہ وضاحت سے تاکید ہے۔

تعاونوا علی البر والتقوٰی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان واتقوا اللہ ۝

نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو اور خدا سے ڈرو۔

غرض یہ کہ یہ تینوں گروہ یعنی خود غرض دنیا پرست اور نادان ... تارک الدنیا اور بے پروا گوشہ نشین قوم کے لئے ہلاکت کا باعث ہیں۔ اور ان ہی تینوں سے قوم میں وہ تمام خرابیاں پیدا ہوتی ہیں جن کو نیچری اور غیر نیچری، عالم دین اور دنیادار سب تسلیم کرتے ہیں یہاں تک کہ باہر کے لوگوں کو قوم کی خراب حالت دیکھ کر خود اسلام کی حقانیت میں شبہ پیدا ہو گیا۔ اور بعض ظاہر بیں مسلمان بھی ان کے ہمزبان ہو جاتے ہیں۔

... کے اجلاس میں قوم کی حالت کا ایک مختصر خاکہ کھینچ کر ثابت کیا تھا کہ ہماری قوم ... نہیں ہو سکتی کیونکہ قرآن شریف میں نیک بندوں کی امداد اور ان کے لئے وراثت حق کا وعدہ ہے۔ اس وقت جن لوگوں کے پاس تمدن کے خزانے ہیں وہ غیر مسلم ہیں اس کے ساتھ ہی میں نے آیات قرآنی سے ثابت کیا تھا کہ برے اعمال کا نتیجہ قطعی طور پر مصیبت اور زوال ہے۔ ان دونوں باتوں کو جمع کرنے سے میں نے جو نتیجہ نکالا تھا وہ بطور تمہید کے یاد دلانا چاہتا ہوں۔

ہم اعلاناً تو مسلمان ہیں مگر حقیقت میں اسلام سے دور ہیں۔ ہم عبادت کے لحاظ سے مسلمان ہیں نہ کہ عبدیت کے لحاظ سے۔ اعمال ظاہری کے لحاظ سے نہ کہ نیتوں کے لحاظ سے۔ اسلام کے اصل منشا اور مقصد کو عرصہ ہوا ہم نے دفن کر دیا ہے۔ اس وجہ سے پریشانیوں میں مبتلا ہیں اور لغویات میں زندگی بسر کرتے ہیں ... اس وجہ سے آئی کہ وہ ظاہر شریعت پر عمل نہیں کرتے ... ان کے برابر پابند شریعت بہت کم نکلیں گے۔ دراصل قرآن شریف کے مطالعہ سے نتیجہ نکلتا ہے کہ مسلمان شریعت حقہ پر قائم نہیں ہیں بلکہ بعض غیر مسلم اس کے اصولوں پر عمل کر رہے ہیں۔ اسلام کا حقیقی مقصد اصلاح عالم ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ انسان دنیا میں ... اعلیٰ نمونہ قائم کرے اور جو قوتیں اسے دی گئی ہیں ان سے پوری طرح کام لے۔

اس بات سے انکار نہیں ہو سکتا کہ محنت، کفایت شعاری، عدل اور اتفاق کے ذریعے سے قومیں بڑھتی ہیں اور اگر ان میں یہ صفات نہ ہوں تو ان پر زوال آ جاتا ہے۔ شاید کوئی یہ پوچھے کہ جب اصل چیز یہی عملی اصول ہیں تو پھر ہم مذہب کے چکر میں کیوں پڑے رہیں۔ اس مسئلے پر غور کر کے میں جس نتیجے تک پہنچا ہوں اسے عرض کرتا ہوں۔

اسلام کا منشا ہے عبادت یا اطاعت الٰہی، جیسا کہ قرآن شریف میں ارشاد ہوا۔

ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون

ہم نے جن و انس کو نہیں پیدا کیا مگر اس غرض سے کہ ہماری عبادت کریں۔

یہ عبادت مترادف ہے اعمال حسنہ کے۔ ارشاد ہوا ہے:

تبارک الذی بیدہ الملک وہو علیٰ کل شیء قدیر الذی خلق الموت والحیٰوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملاً

مبارک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ملک ہے جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا ہے تاکہ تم کو آزمائے کہ کس کا عمل بہتر ہے۔

پس معلوم ہوا کہ عبادت اور اعمال حسنہ یکساں اہمیت رکھتے ہیں۔ اس لئے کہ ایک کو خلق انسان کا مدعا اور دوسرے کو اس کی آزمائش کا معیار قرار دیا گیا ہے۔

(باقی آئندہ)

قرآن کہتا ہے

جب آسمان پھٹ پڑیگا

سورج اور چاند دونوں اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں دونوں کے منافع الگ الگ ہیں سورج گرمی پیدا کرتا ہے اپنی حدت و تمازت سے سمندروں اور دریاؤں کے پانی سے مانسون بناتا ہے، جو بادلوں کی شکل اختیار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ جہاں چاہتا ہے ہوائیں ان بادلوں کو لے جاتی ہیں۔ بادل برستے ہیں دریا چشمے جاری ہوتے ہیں صاف اور میٹھا پانی خشکی پر رہنے بسنے والی مخلوق کو میسر آتا ہے سورج کی گرمی پودوں کو طاقت و قوت بخشتی ہے فصلوں کو پکاتی ہے کھیتیاں تیار ہوتی ہیں باغ لہلہاتے ہیں۔

دن بھر کی تمازت و گرمی کا مقابلہ کرتے کرتے جب ہم تھک جاتے ہیں تو چاند اپنی میٹھی ٹھنڈی چاندنی ساری کائنات پر بکھیر دیتا ہے، رات کی تاریکیوں کو روشن کرتا ہے مہینے اور سالوں کا حساب بھی اسی سے بنایا جاتا ہے۔

سورج اور چاند دونوں ہی اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر اپنے اپنے کام میں مشغول ہیں سورج اپنے مخصوص وقت پر طلوع ہوتا ہے رات کی تاریکی کو صاف کرتا ہے دن کی روشنی پھیلاتا ہے، شام کے وقت غروب ہو جاتا ہے غروب آفتاب کے بعد چاند کا کام شروع ہو جاتا ہے مہینہ کے شروع میں ہلال کی شکل نمودار ہوتا ہے، پھر بڑھنا شروع ہوتا ہے چودہ تاریخ کو بدر کامل بنتا ہے اور گھٹنے لگتا ہے اختتام ماہ پر دو دن پہلے بالکل غائب رہتا ہے شروع ماہ میں پھر نمودار ہو جاتا ہے۔

سورج اور چاند ہر ایک کے علیحدہ علیحدہ اوقات اللہ تعالیٰ کی جانب سے مقرر ہیں دونوں عظیم و پرکشش سیارے اپنے اپنے دائرہ میں گردش کرتے رہتے ہیں۔

والشمس تجري لمستقر لها ذلك تقدير العزيز العليم والقمر قدرناه منازل حتى عاد كالعرجون القديم ۔ (یٰسین پ ۲۳)

"سورج (آفتاب) ہے کہ اپنے ٹھکانہ پر چلا جاتا ہے یہ اندازہ کیا ہوا ہے زبردست خبردار کا اور چاند کے لئے ہم نے منزلیں مقرر کر دیں یہاں تک کہ [illegible] پر نکل آتا ہے۔

اپنی تمام تر قوت و توانائی آفتابیت و کبریائی کے باوجود دونوں سیاروں کی کارکردگی اتنی متعین اور محدود ہے کہ نہ چاند میں یہ قدرت کہ وہ سورج کے اوقات کار میں طلوع ہو سکے نہ سورج میں یہ طاقت کہ اپنے دائرہ کار سے آگے بڑھ کر چاند کو پالے۔

سورج اور چاند کی یہ کارکردگی روزانہ ہمارے مشاہدہ میں آتی رہتی ہے دونوں کے منافع دن و رات ہم محسوس کرتے ہیں لیکن ہمارا یہ روزمرہ کا مشاہدہ اور احساس ہی اس کائنات کے خالق تک پہنچنے میں حائل ہے۔ چونکہ ان اجرام سماوی کی قوت و طاقت بے پناہ ان کی نفع رسانی کا دائرہ بے حد وسیع ہے جس کی پہنائیوں تک انسانی ذہن و فکر عام حالات میں پہنچنے سے قاصر تھی اس لئے کچھ لوگوں نے ان اجرام سماوی کو الوہیت کا بھی درجہ دے دیا اور ان کی پرستش بھی کرنے لگے انسانوں کے اس طبقہ نے یہ نہ سوچا کہ جس طرح ہم اللہ کی مخلوق ہیں اسی طرح یہ سورج اور چاند بھی اللہ ہی کی مخلوق ہیں اللہ نے ان کو ہماری نفع رسانی کے لئے مسخر فرما دیا ہے۔

وسخر لكم الشمس والقمر دائبين (ابراہیم ۳۳)

اور مسخر کیا تمہارے لئے سورج اور چاند کو ہمیشہ گردش میں رہنے والے

سورج گرہن کے اسی موقعہ پر ہم کتنا سے ہیجان کے تحت الشعور میں یہ بات ضرور ابھری ہوگی کہ چاند اور سورج سے بھی قوی الارادہ اور طاقتور کوئی ہستی موجود ہے جو سورج کو گہن میں لا رہی ہے اور اس کو گہن سے نکالے گی بھی، کائنات کی یہ روشن حقیقتیں ہم کو دعوت دے رہی ہیں کہ ہم اللہ کے بنائے ہوئے اس نظام پر پوری طرح غور و فکر کریں اپنے خالق و مالک حقیقی تک پہنچنے کی کوشش کریں اس ذات واحد کے سوا کسی کی مخلوق کے آگے سر نہ جھکائیں اور نہ اس یگانہ و بے ہمتا کی ذات کے ساتھ کسی اور کو شریک کریں جن امور کا وہ حکم دیتا ہے ان کو بجالائیں اور جن کاموں سے وہ روکتا ہے ان کو چھوڑ دیں، بات صرف سورج گرہن یا چاند گرہن پر موقوف نہیں ہے یہ پوری کی پوری کائنات اسی علیم و خبیر کی بنائی ہوئی سنواری ہوئی ہے وہ مالک مختار ہے، جب بھی اس کی مرضی ہوگی۔ آسمان پھٹ پڑے گا تارے جھڑ پڑیں گے سمندر اور دریا ابل پڑیں گے، قبروں سے مردے نکل پڑیں گے، اس دن ہماری سمجھ میں آئے گا کون سے نیک و بد اعمال اس دنیا میں ہم نے چھوڑے اور کون سے نیک بد اعمال اپنے دامن میں لے کر ہم دوسری دنیا میں آئے۔

اذا السماء انفطرت واذا الكواكب انتثرت واذا البحار فجرت واذا القبور بعثرت علمت نفس ما قدمت واخرت (الانفطار)

(جبکہ آسمان پھٹ جاوے اور جبکہ تارے جھڑ پڑیں اور جب کہ دریا پھیل پڑیں اور جبکہ قبریں اکھیڑی جاویں تب ہر شخص جان لے گا کیا آگے بھیجا اور کیا پیچھے چھوڑ آیا)

اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر ذرا غور تو کیجئے کہ ہماری جسمانی ساخت کے لئے اس نے کیا کیا بخشا۔ ہمارا یہ حسین و متناسب جسم کن کن چیزوں سے مرکب ہے ہڈیوں کا نظام عضلات کا نظام، جلد کا نظام، توالد و تناسل کا نظام، اعصاب کا نظام، تنفس کی آمد و شد کا نظام اور پھر ہر نظام اپنی جگہ پر اتنا مستحکم اتنا مضبوط، اتنا فعال ایک دوسرے سے اتنا مربوط کہ جس کا کوئی تصور عام حالات میں ہم نہ کرتے ہیں نہ کر سکتے ہیں ہاتھ جس سے آپ یہ رسالہ پکڑے ہوئے ہیں، انگلیاں جن کی مدد سے آپ اس رسالہ کے ورق پلٹ رہے ہیں کم و بیش ستائیس ہڈیوں اور انہیں عضلات پر مشتمل ہے۔

کان جن کی مدد سے ہم سنتے ہیں ہزاروں باریک پیچیدہ اور ایک دوسرے سے گتھی ہوئی رگوں اور عضلات پر مشتمل ہیں بجلی کی کڑک ہو یا بادل کی گرج چڑیوں کی چہچہاہٹ ہو یا ہوا کی سرسراہٹ ہمارے یہ کان ہلکی سے ہلکی دھیمی آواز [illegible] کو فوراً انسانی دماغ تک پہنچا دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہم کو بینائی کی نعمت سے بھی سرفراز فرمایا ہے یہ انسانی حاسہ دیدہ باریک اور ہزاروں ہزار نازک رگوں اور شفاف مادہ پر مشتمل ہے پلکیں آنکھوں کی حفاظت کرتی ہیں آنسو اس کی صفائی کرتے ہیں چھوٹے اور گول دائرہ میں ہونے کے باوجود آنکھوں کی کارکردگی کا دائرہ [illegible] کتنی وسیع تر ہے۔

[illegible] کیمیاوی فیکٹری ہے [illegible] میں غذا [illegible] سمجھتی ہے [illegible] گوشت [illegible] فیکٹری [illegible] جاتی [illegible] موجود [illegible] کا ذخیرہ [illegible] کے خلیے [illegible] گوشت [illegible] اسی فیکٹری [illegible] میں [illegible] کا احساس و تکلیف ہوتا ہے [illegible] تو اس حسین [illegible] شکل و صورت پیدا کی ہے [illegible] حسن [illegible] خوبصورتی [illegible] ہونے کے [illegible] کا احساس کیا جائے۔

لیکن شاید ہی کبھی ہمارے ذہن میں یہ بات آتی ہو کہ کوئی قادر مطلق خالق علیم ہے جس کی ہم تخلیق ہیں جس نے ہم کو بنایا ہے جس نے ہم کو تمیز دی عقل سے مالا مال کیا، فکر دی، بینائی بخشی، اسی قادر مطلق اسی اللہ یا خدا کو پالینے کی ہم فکر کرتے اسی کے آگے جھک جاتے، اس کے احکام کی اطاعت و پیروی کرتے جن کاموں سے وہ روکتا ہے ان سے رک جاتے جن کا حکم دیتا ہے ان کاموں کو بجالاتے اس کے برعکس ہم نے مالک حقیقی کے ساتھ دریاؤں، پہاڑوں، چاند، سورج، درختوں، پتھروں کی مورت میں سیکڑوں معبود سیکڑوں خدا تجویز کر کے اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے لئے معبود گڑھ لیتے ہیں ایک اللہ کو چھوڑ کر اس کی مخلوق کے آگے سر ٹیک دیتے اس خالق و مالک سے غافل ہو گئے اور یہ بھی بھول گئے کہ ہم کو اس کے سامنے پیش ہونا ہے اپنے کئے دھرے کا حساب دینا ہے۔

يا ايها الانسان ما غرك بربك الكريم الذي خلقك فسواك

[illegible]

ذی شعور فرد اپنی روز مرہ زندگی میں کچھ معاملات رکھتا ہے کچھ حقوق کا مستحق ہوتا ہے کچھ معمولات کا پابند ہوتا ہے اس کا ایک مزاج ہوتا ہے اس کی طبیعت کا ایک رنگ ہوتا ہے دوسرے افراد کے لئے بھی [illegible] دوستی کی ان تمام چیزوں [illegible] اکرام کریں [illegible] اپنی [illegible] کچھ اغراض و مقاصد [illegible] اپنی شخصیت کی [illegible] کی کوشش کرتے [illegible] پھر اپنے کارکنوں کی کارکردگی کا جائزہ [illegible] حکومت [illegible] مملکت کی حکمرانی [illegible] مقاصد [illegible] وہ کام کرتی ہے [illegible] ملکی باشندوں پر [illegible] دوسرے ملک [illegible] ان کا مقابلہ کرتی ہے [illegible] باشندوں کی داد رسی کرتی ہے [illegible] زمہ داری [illegible] ان کے [illegible] کام [illegible] کا حکم دیا گیا [illegible] جس طرح اس دنیا [illegible] جاتی ہیں بلکہ [illegible] تو ہمارے [illegible] نوعیت [illegible] سمعت و لا خطر [illegible] اس طرح [illegible] کی ہولناکی [illegible] ہم یہاں نہیں کر سکتے [illegible] اس [illegible] کسی کی سفارش ہی [illegible]

[illegible]

وما ادراک ما یوم الدین یوم لا تملک نفس لنفس شیئا والامر یومئذ للہ۔

(نہیں نہیں) بلکہ تم روز جزا کو جھٹلاتے ہو۔ حالانکہ تم پر بزرگ لکھنے والے محافظ ہیں (فرشتے) جو کچھ تم کیا کرتے ہو ان کو معلوم رہتا ہے۔ یقیناً نیک بندے تو نعمتوں میں اور بدکار دوزخ میں ہوں گے انصاف کے دن ہی اس میں داخل ہوں گے اور وہ اس سے کہیں [illegible] ہیں گے اور تم کو معلوم کیا ہے انصاف کا دن پھر تم کو کیا خبر انصاف کا دن کیا ہے جس دن کسی کا کسی کے لئے کچھ بس نہ چلے گا اور اس دن اللہ ہی کی حکومت ہوگی۔

غزل

ظہیر انصار نگار

تیری [illegible] میری فطرت ہی سہی — سلسلہ کچھ تو ہو نفرت ہی سہی
ظلم [illegible] فطرت ہی سہی — صبر کرنا میری عادت ہی سہی
میرے غم کی تو دوا ہو جائے — یا الٰہی تیری رحمت ہی سہی
چاہئے کچھ تو زمانے کے لئے — زندگانی تیری عبرت ہی سہی
سایۂ زلف [illegible] رہنے دو مجھے — کچھ نہ کچھ آپ سے قربت ہی سہی
اور کیا پیش کریں اہل وفا — اشک غم نذر عقیدت ہی سہی
مفلسی رہن ہے قدرت کی اگر — ایک فنکار کی قسمت ہی سہی
آپ کی ایک عنایت کی نظر — میرے جذبات کی قیمت ہی سہی
ہم تو اس کو بھی کرم سمجھیں گے — آپ کو ہم سے عداوت ہی سہی
[illegible] پرستی میں برائی کیا ہے — یہ بھی انسان کی ضرورت ہی سہی

میرے حصے میں یہ دولت ہے نگار
غم بہ انداز مسرت ہی سہی

ترمذی شریف اردو

مجلد مکمل دو جلدوں میں قیمت ۶۰ روپے علاوہ محصول ڈاک

پتہ: مکتبہ ترجمان پوسٹ بکس ۱۳۰۶ دہلی

مشکوٰۃ شریف اردو

مجلد مکمل دو جلدوں میں قیمت ایک سو روپیہ علاوہ محصول ڈاک

پتہ: مکتبہ ترجمان پوسٹ بکس نمبر ۱۳۰۶ دہلی ۱۱۰۰۰۶

افضل المواعظ

صفحات ۱۳۰ قیمت چار روپے پچاس پیسے علاوہ محصول ڈاک

مکتبہ ترجمان پوسٹ بکس ۱۳۰۶ دہلی

پاکیزہ زندگی

حضرت مولانا عبدالعزیز حنیف، خطیب جامع اہلحدیث اسلام آباد

فہم و دانائی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہوئے سنا: تم بہترین ہو اسلام میں بہتر وہ ہیں جو اخلاق میں زیادہ اچھے ہوں جبکہ وہ دین میں سمجھ رکھتے ہوں۔ (ادب المفرد)

حضرت ابو مسعود انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کیلئے تشریف لے جاتے وقت ہماری صفیں سیدھی کرنے کے لئے ہمارے کندھوں پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے برابر ہو جاؤ، مختلف نہ ہو ورنہ تمہارے دلوں میں بھی اختلاف پیدا ہو جائے گا تم میں سے جو عقل و فہم والے ہیں وہ میرے قریب رہیں، پھر وہ جو ان سے قریب ہیں۔ یعنی ہم عقل و فہم اور دینی شعور کے لحاظ سے جو لوگ ممتاز ہوں ان کو نماز میں امام سے قریب ہونا چاہئے۔ اس ترتیب سے بدرجہ لوگوں کی صف بندی کی جائے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، عمرہ اور دوسری تمام نیکیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: انسان جو نیکی کرتا ہے قیامت کے دن عقل و فہم کے مطابق اسے بدلہ دیا جائے گا۔ (مشکوٰۃ شریف)

یعنی انسان جس قدر شعور اور عقل کے ساتھ مراسم عبادت ادا کرے گا، اسی قدر عبادت کی روح اور اس کا اجر ملے گا، اسے رد نہیں کیا جائے گا۔ ... اس حدیث سے ... ہوتا ہے۔

... عقل و فہم سے ... پاکیزہ ...

... بے علم ... حسن ... دیتے ہیں۔

عقل و فہم سے کام لینے کی ہے اور ... تقلید ... اعتقاد کی بنا پر ... کی پیروی نہیں کرتے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا۔ (بخاری شریف) مومن اتنا ہوشیار اور چوکنا رہتا ہے کہ اگر کبھی ایک بار دھوکہ کھا بھی جاتا ہے تو دوبارہ کسی کے فریب میں نہیں آتا۔ نہیں چونکہ وہ خدا کے خوف سے صرف حلال کمائی پر قناعت کرتا ہے اور اس کے مقابلہ میں حرام مال کا انبار بھی لگا ہو تو اس کی نگاہ نہیں اٹھتی۔ دنیا والے بیوقوف سمجھتے ہیں۔ اسی بنا پر بعض روایت میں ... کریم و شریف سادہ ... مومن کے ... پاکیزہ ... ہے۔ اور یہی معنی ہیں اس روایت کے جس میں آتا ہے: اکثر اهل الجنة البله (جنت والے سادہ لوح ہوتے ہیں)

عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا حلیم الا ذو عثرة ولا حکیم الا ذو تجربة (ترمذی)

ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صاحب حلم وہ ہے جسے ٹھوکریں لگ چکی ہوں اور حکیم و دانا وہی ہے جو تجربہ بھی رکھتا ہے۔

طہارت ولطافت!

عن ابی مالک الاشعری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الطهور شطر الایمان (مسلم شریف)

ابو مالک اشعری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طہارت و پاکیزگی ایمان کا نصف حصہ ہے۔

اسلام صرف روحانی اور اخلاقی طہارت و پاکیزگی ہی کی تعلیم نہیں دیتا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اس نے ظاہری صفائی پاکیزگی اور سلیقہ شعاری کی بھی تاکید کی ہے۔ اسی بنا پر اس روایت میں ظاہری پاکیزگی کو نصف ایمان قرار دیا گیا ہے۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دایاں ہاتھ وضو اور کھانے پینے کے لئے استعمال فرماتے اور بائیں ہاتھ سے استنجا جیسے کام سر انجام دیتے۔

کہ کانت من اذی کا مطلب یہ ہے کہ ناک کا فضلہ اور اس قسم کے دوسرے مواقع پر آپ بائیں ہاتھ سے کام لیتے تھے اور اس کے برعکس پاکیزہ امور دائیں ہاتھ سے انجام پاتے تھے۔

حضرت عبد اللہ بن مغفل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ویسا ہرگز نہیں ہونا چاہئے کہ ایک شخص غسل خانے میں پیشاب بھی کرے اور پھر اس میں غسل اور وضو میں مشغول ہو جائے۔ (ابوداؤد)

یعنی پیشاب کے لئے رفع حاجت کی جگہ ہونی چاہئے اور غسل کے لئے الگ۔ ورنہ اس بات کا ڈر ہے کہ احتیاط ملحوظ نہ رکھی جائے تو طہارت و پاکیزگی کا معاملہ مشتبہ ہو کر رہ جاتا ہے۔

حضرت ابو موسیٰ سے روایت ہے وہ ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ آپ کو پیشاب کی حاجت محسوس ہوئی آپ ایک دیوار کی جڑ میں نرم جگہ پہنچے اور اپنی ضرورت پوری کی۔ پھر آپ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی پیشاب کرنے کا ارادہ کرے تو نرم جگہ تلاش کرے۔

عن عمر قال رآنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانا ابول قائما فقال یا عمر لا تبل قائما فما بلت قائما بعد (ترمذی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہوئے دیکھا آپ نے فرمایا اے عمر! کھڑے ہو کر پیشاب نہ کرو۔ اس کے بعد میں نے کھڑے ہو کر کبھی بھی پیشاب نہیں کیا۔

کسی عذر یا مجبوری کی بنا پر کھڑے ہو کر پیشاب کیا جا سکتا ہے۔ ویسے عام حالات میں حدیث الا عمر کی پابندی لازم ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا: کھانا سامنے آ گیا ہو تو پھر نماز نہیں ہے اور اس حال میں کہ جب پیشاب پاخانہ کی حاجت محسوس ہو رہی ہو۔ (مسلم شریف)

بھوک لگی ہوئی ہو اور کھانا تیار ہو تو پہلے کھانے سے فارغ ہو لینا چاہئے تاکہ بعد میں پوری یکسوئی اور دل جمعی کے ساتھ نماز ادا کی جا سکے۔ ہاں اگر کھانے کی خواہش زیادہ نہ ہو تو نماز کو پہلے ادا کر لینا زیادہ بہتر ہے۔ حاجت ضروریہ کو روک کر نماز پڑھنا کسی شکل میں بھی مناسب نہیں ہے۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین لعنت کے مقامات سے پرہیز کرو ... دریاؤں کے گھاٹ، شاہراہ عام اور سایہ کی جگہیں۔

یعنی ان جگہوں پر پاخانہ پیشاب کرنے سے پرہیز کرو اور ... ہو جاتا ہے اس حکم میں حکمت ... (۱) اس سے ماحول ... اور ... کثیف کرتا ہے۔

(۲) ایسے مقامات ... آمد و رفت رہتی ہو ... بیٹھ جانا ... ہے اور ... کا ثبوت بھی ہے۔

حضرت معاذ بن قرہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو درختوں لہسن اور پیاز سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جو ان کو کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔ پھر آپ نے فرمایا اگر ان کا کھانا ناگزیر ہو تو ان کی بو کو پکا کر ختم کر دینا چاہئے۔

اسلام میں نفاست و طہارت اور اجتماعی آداب کا اتنا اہتمام کیا گیا ہے کہ ان اشیاء جن کی بو عام طور پر ناگوار ہوتی ہے ان کو کھا کر مسجد میں داخل ہونے سے روک دیا گیا ہے۔ اس حکم سے دو چیزیں معلوم ہوتی ہیں۔

(۱) جن اشیاء کی بو ناگوار ہو ... ان کے کھانے ... سے پرہیز کرنا چاہئے۔

(۲) مجالس اور اجتماعی موقعوں پر اس بات میں اپنے ساتھیوں کا بھی لحاظ ہونا چاہئے۔

آداب طعام

حضرت عمر بن ابی سلمہ سے روایت ہے کہ میں بچپن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر پرورش تھا۔ کھانے کے وقت میرا ہاتھ پوری پلیٹ میں پھر کھاتا تھا آپ نے فرمایا: بسم اللہ پڑھو، دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور قریب سے کھاؤ یعنی پلیٹ کا جو کنارہ تمہارے سامنے ہے وہیں سے کھاؤ۔ ساری پلیٹ میں ہاتھ نہ گھماؤ۔

حضرت عمر بن ابی سلمہ کی یہ حرکت طعام ایک معمولی بات تھی لیکن اس کے باوجود آپ نے ان کو نصیحت کی اور کھانے کے لئے ضروری آداب بتائے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ معمولی معمولی باتوں میں بھی والدین کو یا سرپرستوں کو اولاد کی تربیت کا خیال رکھنا چاہئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کھانے پر نکتہ چینی نہیں کی اگر خواہش ہوئی تو کھا لیا اور اگر نا پسند ہوا تو چھوڑ دیا۔

[illegible]

گفتگو میں متانت!

[illegible]

[illegible]

حن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عبداللہ بن حارث سے روایت ہے کہ میں نے آنحضور سے زیادہ کسی کو مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا، آپ کے چہرے میں ... [illegible] ... وقت آپ کا چہرہ مبارک مسکراتا رہتا تھا۔

سونے کے آداب

[illegible]

آنحضور کن لوگوں سے بیزار ہیں؟

[illegible]

تین نیکیوں کے دنیاوی فائدے

[illegible]

اونچے درجہ کے لوگ

[illegible]

باہمی میل جول!

تمہارے حقوق ادا کرو اور ان کے حقوق ادا کرتے رہو۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مومن سراپا محبت و الفت ہے، اس شخص میں کوئی خیر نہیں جو نہ خود الفت رکھتا ہے اور نہ کوئی اس سے الفت رکھے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی زندگی میں باہمی میل جول اختیار کرنے کے لئے ان پاکیزہ تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین ۔ ...

ہماری مجبوری

ہمارے معزز قارئین کرام کو یہ معلوم ہے کہ پندرہ روزہ اخبار ترجمان ہر مہینے کی پہلی اور دوسری پندرہ سولہ کو پوسٹ کیا جاتا ہے۔

[illegible]

(ادارہ ترجمان دہلی)

خریدار حضرات

خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کرتے، خریدار حضرات منی آرڈر کوپن پر ضرور لکھیں ہم نے خریدار ہیں۔

منیجر اخبار ترجمان پوسٹ بکس نمبر ۱۳۰۶ دہلی

مکتبہ ثناء اللہ اکیڈمی کی نئی مطبوعات

[illegible] 5/-

[illegible] 2/0

مکتبہ ثناء اللہ اکیڈمی

۹۴۳۲ [illegible] دہلی ۶

توحید سے تثلیث تک

[illegible] صفحات

قیمت دو روپے 2/-

مکتبہ ترجمان پوسٹ بکس نمبر ۱۳۰۶ دہلی

ضروری اعلان

برادران ملت اور اخوانِ اہلِ حدیث کو مطلع کیا جاتا ہے کہ کسی مسجد میں یا مدرسہ میں امام و خطیب یا معلم مطلوب ہو یا ماہ رمضان شریف میں سامع کی ضرورت ہو تو اس پتہ پر خط و کتابت کریں۔

جناب حافظ و عالم [illegible] عبدالعظیم مظاہری ابن برکت اللہ عرف پیچو مقام و پوسٹ [illegible] ضلع [illegible] راجستھان

نغمات اسلام

بہترین نظموں اور نعتوں کا گلدستہ

مصنف مولانا عبدالعلیم ماہر

قیمت دو روپے پچیس پیسے

علاوہ محصول ڈاک۔

ملنے کا پتہ

مکتبہ ترجمان پوسٹ بکس نمبر ۱۳۰۶ دہلی

تفسیر حقانی

مجلد مکمل چار جلدوں کی قیمت دو سو روپے۔ علاوہ محصول ڈاک

[illegible] رقم کو پیشگی آنا ضروری

پتہ

مکتبہ ترجمان پوسٹ بکس نمبر ۱۳۰۶ دہلی

عبدالرشید عراقی

حضرت مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری

قوموں کا عروج و زوال، انحطاط و ارتقاء اور زندگی کا دارومدار ان کی اپنی تاریخ پر منحصر ہے۔ زندہ قومیں ہمیشہ اپنی تاریخ کے اہم اور روشن ادوار پر گہری نظر رکھتی ہیں۔ جو قوم اپنی تاریخ کو بھلا دیتی ہے۔ یقیناً وہ ایک دن زوال پذیر ہو جاتی ہے۔

تاریخ اصل میں افراد کی حیات و خدمات کے علاوہ تمدنی، معاشی، معاشرتی، سیاسی، مذہبی و اخلاقی اور علمی کارناموں کا مرقع ہوتی ہے۔ سوانح و تذکرے تاریخ ہی کا حصہ ہیں۔ جن میں فرد کے مخصوص کارنامے، مذہبی و اعتقادی اصلاحات کے ساتھ ساتھ ان تمام افکار و عوامل کا سیر حاصل تذکرہ موجود ہوتا ہے جس کے ذریعہ فرد عوام کی نگاہوں میں غیر معمولی مقبولیت و محبوبیت کا حامل ہوتا ہے۔

سوانح و تذکروں کی ترتیب کا دوسرا اہم مقصد یہ ہوتا ہے کہ فرد کے اہم کارناموں کی انجام دہی علمی و مذہبی، تعلیمی، اصلاحی پہلوؤں کی طرف خیالات و افکار کا میلان فکری و عملی صلاحیتوں کی نشوونما اور کارزار حیات کے نشیب و فراز کی واضح تصویر کو قارئین کے سامنے لایا جائے۔ نئی نسلیں ماضی میں اپنے اسلاف کے حیات آفریں کارناموں سے واقفیت کے بعد ہی مستقبل کے لیے سوچ اور پائندہ کردار متعین کرتی ہیں۔ اس میدان میں جب ہماری نظریں کسی مشہور و معروف شخصیت کی تاریخ سے مزین صفحہ پر پڑتی ہیں۔ تو یکایک ایک ہمہ گیر شخصیت سامنے آجاتی ہے۔ یا کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جب قوم کی تاریخ کا ہم مطالعہ کرنا چاہیں گے تو بیک وقت اس قوم کی اہم شخصیتیں ایک ایک کرکے سامنے آ جاتی ہیں۔ اسی طرح ملتوں اور جماعتوں کی تاریخ کا حال ہے۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم کی عظیم شخصیت عموماً عالم اسلام اور خصوصاً ہند و پاک میں محتاج تعارف نہیں۔ قوم کا ایک ایک فرد ان کی ذات گرامی سے واقف ہے۔ مرحوم کے تبحر علمی کا اعتراف عرب و عجم نے کیا۔ جیسا کہ عالم اسلام کے نامور عالم علامہ سید رشید رضا مصری نے اپنے شہرت رکھنے والے پرچہ "المنار" میں لکھا۔

"کہ مولانا ثناء اللہ برصغیر ہند میں اسلام اور مسلمانوں کے سب سے بڑے وکیل ہیں۔ اور ان کی خدمت اور ان کے زہد و تقویٰ کو دیکھ کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ عام آدمی نہیں بلکہ رجل الٰہی ہیں۔"

(مجلہ المنار، مجلد الثالث والثلاثون مسنہ ۱۳۵۰ھ ص ۶۳۹)

اللہ تعالیٰ نے جن خصوصیات سے آپ کو نوازا تھا۔ اس کی مثال و نظیر جلدی میں نہیں مل سکتی۔ دنیائے اسلام میں آپ درخشندہ بن کر چمکے۔ علم و فضل میں زہد و ورع میں دیانت و امانت میں۔ راست بازی و حسن معاملگی میں ہمیشہ سلف رہے۔ فن حدیث ہو یا فن تفسیر، فن منطق ہو یا فلسفہ فن ادب ہو یا تاریخ۔ ہر فن میں آپ ایک امام کی حیثیت سے نظر آتے ہیں۔ فصاحت و خطابت میں اپنی نظیر آپ تھے۔

جب بھی کتاب و سنت پر کسی نے حملہ کیا تو اس شیر خدا نے فوراً دنداں شکن جواب دیا۔ جب بھی کسی فرقے والے نے مناظرہ کا چیلنج کیا تو اس مرد مجاہد نے آگے بڑھ کر چیلنج کا جواب دیا۔ چنانچہ مسیحیت، قادیانیت، بہائیت اور دیگر فتنوں اور دوسرے بہت سے فرقوں سے مناظرہ کرکے حریف کو شکست فاش دی۔ آپ اسلام کے شیر اور بہادر سپاہی تھے۔

آہ کس طرح مرحوم کو لکھوں جو زندگی سے بھرپور تھے۔ جس نے اسلام اور ملت اسلامیہ کی صلاح و فلاح کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی تھی جس نے زندگی کی ساری امنگوں اور حوصلوں کو ترقی کے سارے امکانات کو عروج و زوال کے تمام تقاضوں کو ٹھکرا دیا۔ وہ عربی زبان میں وہی دسترس رکھتے تھے جو ایک اہل زبان رکھتا ہے۔ فارسی پر بھی کافی عبور تھا۔ اور اردو تو گویا ان کے گھر کی لونڈی تھی۔ جس کا دل بھی مسلمان تھا۔ دماغ بھی اور فکر و تخیل بھی وہ دشمنوں کو دوست بنا لیتے تھے۔ دوستوں سے مخالفت مول لے لیتے تھے۔ اجنبی عادی ہو جاتے تھے۔ اگر معتقد اور منتظر کا سوال در پیش ہو۔

مولانا ثناء اللہ مرحوم برصغیر پاک و ہند کی ایک عظیم شخصیت تھے۔ ان کا شمار ۲۰ ویں صدی عیسوی اور ۱۴ ویں صدی ہجری کے ان اکابر علماء میں ہوتا ہے۔ جو بیک وقت کئی عظیم صفات کے مالک تھے بقول شاعر

"ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا"

آپ کی ہستی مجموعہ حسنات و خیر صفات تھی۔ آپ بذات خود ایک انجمن تھے۔ آپ بیک وقت محدث و مفسر بھی تھے اور ادیب و محقق بھی۔ خطیب و مقرر بھی تھے۔ مناظر و صحافی بھی تھے اور [illegible] نثر پرداز بھی عالم و فاضل زاہد و عابد مجاہد و غازی [illegible] اور مومن اور عاشق رسول بھی تھے۔ غرضیکہ بہت خوبیاں تھیں جو آپ کی ذات گرامی میں تھیں۔

حضرت مولانا مرحوم نے جب ہوش سنبھالا تو اس وقت کئی غیر اسلامی تحریکیں ملک میں جنم لے چکی تھیں۔ جو اسلام پر پوری شدت سے حملہ آور ہو رہی تھیں۔ مولانا مرحوم سب سے پہلے شہسوار تھے جنہوں نے مخالفین کو ہر میدان میں للکارا۔ اسلام کے معاندین ہر مخالف و معاند اور منافق و شاطر سے مقابلہ کیا اور اسلام کی صداقت و حقانیت کا غلغلہ بلند کیا۔ تحریر و تقریر میں ایک خاص مقام کے حامل تھے۔

آپ کی ساری عمر علمی و ادبی و اخلاقی اور اسلامی خدمات میں گزری۔ آپ کی علمی و دینی خدمات قابل قدر ہیں۔ آپ نے اپنے علم و فضل میں وہ شہرت حاصل کی کہ مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم قوموں نے بھی ان کی علمی لیاقت و قابلیت کا اعتراف کیا۔ ان کے ہاتھ چومے اور دل و جان سے اپنے سر آنکھوں پر بٹھایا۔

مولانا مرحوم نے جب علوم اسلامیہ سے فراغت پائی تو وہ دور ایک مناظروں کا دور تھا۔ تمام مذاہب اپنے اپنے مسلک کی حقانیت ثابت کرنے پر زور دے رہے تھے۔

مولانا مرحوم نے ہندو آریہ سماجی، سناتن دھرمی، برہمو سماجی، عیسائی، بہائی، یہودی، پارسی، سکھ، نیچری، مرزائی، رافضی، سب کے سب لیڈروں سے کامیاب مناظرے کئے۔ اسلام پر جب بھی کسی غیر مسلم نے حملہ کیا تو سب سے پہلے مدافعت کرنے میں پیش پیش مولانا ثناء اللہ مرحوم ہوتے تھے۔ چنانچہ جب مہاشہ راجپال نے اپنی رسوائے زمانہ کتاب میں "رنگیلا رسول" میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بیجا اعتراض کئے تو آپ نے [illegible] اس کا جواب "مقدس رسول" کی صورت میں دیا۔ اس کے بعد جب سوامی دیانند سرسوتی نے اپنی ایک بڑی اور بیہودہ کتاب "ستیارتھ پرکاش" میں اسلام پر اعتراض کئے تو آپ نے اس کے جواب میں "حق پرکاش" لکھی [illegible] اسلام کی ثقافت [illegible] تہذیب کی خوبیاں اور اسلامی اخلاق کا اعلیٰ معیار قائم کیا [illegible] جب جرأت پسندی [illegible] مذہبی و افکار پر بھی [illegible]

ملت اسلامیہ کے مخالفین میں [illegible]

مولانا ثناء اللہ مرحوم نے [illegible] اس کی تردید میں قلمی جہاد کیا [illegible] کی تردید میں اعلان کیا کہ جماعت مرزائیہ اور اس کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی عاجز آ گئے۔ اور آخر مولانا مرحوم [illegible] حاصل کرنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کو ایک اشتہار شائع کرنا پڑا اور جس میں اپنی جماعت مرزائیہ کو یہ کہنا پڑا۔

کر لے خدا مجھ میں اور ثناء اللہ میں فیصلہ فرما اور جھوٹے کو سچے کی زندگی میں ہلاک کر دے۔

مولانا مرحوم نے قادیانیت کی [illegible] خدمات انجام دیں [illegible] میں خود تحریر فرماتے ہیں۔

"قادیانی لٹریچر کو جمع کرنے اور ان سے واقفیت حاصل کرنے میں [illegible] محنت کی ہے۔ جس کا اقرار ہوا کہ مولانا حبیب الرحمن صاحب مرحوم مہتمم دارالعلوم دیوبند نے مجھ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ تیس سال تک محنت کریں تو بھی ہم میں آپ کی واقفیت تک نہیں پہنچ سکتے میں نے کہا یہ تو آپ کا حسن ظن اور تواضع ہے۔"

(اہلحدیث امرتسر [illegible])

مولانا ثناء اللہ مرحوم کی ہستی اسلامی دنیا میں وہ مایہ ناز ہستی ہے [illegible] ان کی نظیر ان کے معاصرین میں ملنا مشکل ہے [illegible] میں مولانا مرحوم معقول و منقول کے ایک زبردست جامع عالم و فاضل تھے۔ آپ بہترین فصیح و بلیغ متکلم اور بہترین مصنف با کمال مفسر اعلیٰ درجہ کے مناظر بلکہ رئیس المناظرین اور شیخ الاسلام تھے۔ آپ نے جو اسلام اور جماعت اہل حدیث کی گرانقدر مذہبی خدمات دیں وہ اہم اور ناقابل فراموش ہیں۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی خوبیاں

... سے ہوتی ہیں، قدرے قابل رشک ہوتی ہے۔ آپ کا حسن اخلاق، مہمان نوازی کا جذبہ بے پایاں، سخاوت، دلجمعی اور بے باکی حاضر جوابی میں اپنی مثال نہیں رکھتے تھے۔ آپ نے علوم دینیہ اور حمیت و ملت کی وہ میٹھی سبیل جاری کی۔ تمام دنیا جن کو موجود اور دیکھ کر ہمیشہ یاد رکھیں گی۔

مولانا مرحوم ۱۸۶۸ء میں بمقام امرتسر پیدا ہوئے۔ سات سال کے تھے کہ مولانا کے والد ماجد انتقال کر گئے۔ بہتری کی وجہ سے ابتدا میں شامل ہوئے، ان کے بعد استاد حدیث مولانا حافظ عبدالمنان صاحب محدث وزیرآبادی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وزیرآباد میں تکمیل حدیث شریف کے بعد جیسا کہ مولانا مرحوم خود فرماتے ہیں:

وزیر آباد میں حدیث شریف پڑھ کر سہارنپور میں تحریر لیا۔ وہاں کتب معقول و منقول شروح پڑھیں۔ پھر دیوبند میں حدیث کے دورے میں شامل ہوا۔ دیوبند میں شیخ الحدیث مولانا محمود حسن صاحب مرحوم سے حدیث پڑھی پھر کانپور گیا کیونکہ وہاں مولانا احمد حسن صاحب مرحوم کے منطقی درس کا شہرہ بہت زیادہ تھا۔ مجھے بھی علوم معقول و منقول سے خاص شغف تھا۔ وہاں بھی عام طور پر پڑھا اور تحقیق کر کے بھی مولانا مرحوم کا مجھ علمی حاشیہ تائید شریف تھا۔ وہاں کی کتب مقررہ میں شریک ہوا اور شاگردی کا لطف اٹھایا۔ انہیں دنوں مولانا مرحوم کو حدیث پڑھانے کا از سر نو شوق ہوا۔ تھا۔ میں ان کے درس حدیث میں شریک ہوا۔ پنجاب میں مولانا حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم (اہل حدیث شریف) میرے شیخ الحدیث تھے۔ دیوبند میں مولانا محمود الحسن صاحب اور کانپور میں مولانا احمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین، استاد العلوم و الحدیث میرے شیخ الحدیث تھے۔ اس لئے میں نے حدیث کے تین استادوں سے جو طرز تعلیم سیکھا، وہ بالکل ایک دوسرے سے مختلف ہے جس کے ذکر کا یہ موقع نہیں۔

آپ نے تمام مروجہ علوم میں سند فضیلت حاصل کی۔ مولانا سید میاں نذیر حسین صاحب دہلوی مرحوم و مغفور کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف تلمذ حاصل کیا تھا۔

شعبان ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۸۹۴ء میں ندوۃ العلماء کانپور کا جلسہ ہوا جس میں آخر طلباء کو دستار فضیلت اور سند تکمیل دی گئی۔ ان آٹھ میں سے ایک میں گمنام بھی تھا۔

ندوۃ العلماء کا یہ جلسہ وہ ہے جس میں زیر صدارت مولانا لطف اللہ صاحب مرحوم و مغفور ندوۃ العلماء کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ اس جلسہ کی یہی یادگار کافی ہے۔

(اہلحدیث امرتسر ۳ جنوری ۱۹۴۲ء)

کانپور سے فراغت کے بعد مولانا مرحوم امرتسر تشریف لائے، اور امرتسر کے ایک مدرسہ میں درس نظامیہ کی تعلیم پر مامور ہوئے۔ مولانا کی طبیعت میں تجسس بہت زیادہ تھا۔ زمانہ طالب علمی ہی میں طبیعت اس طرف مائل تھی غیر مذاہب کی کتابیں پڑھتے تھے، اور ان کے علماء سے بحث مباحثہ میں مشغول رہتے تھے عیسائی اور آریہ اپنے مذہب کی صداقت کے لئے آئے دن بحث مباحثہ کرتے رہتے تھے اور انہیں دنوں قادیانی تحریک بھی شروع ہو چکی تھی۔ چنانچہ مولانا مرحوم نے اس طرف دلچسپی لینی شروع کی، جیسا کہ آپ فرماتے ہیں۔

مسلمانوں کی طرف سے اس دنگل کے علمبردار مولانا ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی مرحوم تھے۔ میری طبیعت طالب علمی کے زمانے سے مناظرت کی طرف بہت راغب تھی، اس لئے درس و تدریس کے علاوہ میں ان تینوں گروہوں (عیسائی، آریہ اور قادیانیوں) کے علم کلام اور کتب مذہبی کی طرف متوجہ رہا۔

رفتہ رفتہ زمانے میں نے کافی واقفیت حاصل کر لی۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ ان تینوں گروہوں میں سے قادیانی مخاطب کا نمبر اول رہا۔ شاید اس لئے کہ قدرت کو منظور تھا کہ مولانا بٹالوی مرحوم کے بعد یہ خدمت میرے سپرد ہوگی جس کی بابت مولانا مرحوم کو علم ہوا ہوتو شاید یہ خوش ہوتے ہوں گے۔ سے

آگے سپاہ دشمنیں جو امیرے بعد
رہی خالی نہ کوئی دشت میں جائے مجنوں بعد

(اہل حدیث امرتسر ۲۰ جنوری ۱۹۴۲ء)

مولانا مرحوم نے جو تحریری اور تقریری خدمات سر انجام دی ہیں ان کا احاطہ کرنا مشکل ہے۔ آپ نے ہزاروں مضامین اور مقالے، اخبار اہل حدیث میں لکھے۔ اس کے علاوہ عیسائیت، آریہ مت، قادیانیت، شیعیت، منکرین حدیث، نیچریت اور مقلدین کی تردید میں بے شمار کتابیں لکھیں۔ جیسے مولانا مرحوم کی تین تصانیف کا پتہ چل سکا ہے۔ ان پر میں ایک مفصل مضمون الاعتصام ۵ جون اور دارالاسلام گوجرانوالہ میں شائع کرا چکا ہوں۔ مجھے جو فہرست دستیاب ہو سکی ہے اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔ قرآن مجید کی تفاسیر ۶
۲۔ مناظرۃ المسلمین اور اسلامی کتب ۳۰
۳۔ مقلدین کی ہدایت اور اہل حدیث کی حمایت ۱۴
۴۔ تردید آریہ سماج ۲۹
۵۔ تردید عیسائیت ۵
۶۔ تردید قادیانیت ۲۱
میزان ۱۱۲

قادیانیت کی تردید میں آپ نے جو خدمات سر انجام دی ہیں، اس کے متعلق مولانا مرحوم فرماتے ہیں۔

کہ قادیانی تحریک کے متعلق میری کتابیں اتنی ہیں کہ مجھے خود ان کا شمار یاد نہیں ہاں اتنا یاد ہے کہ جس شخص کے پاس یہ کتابیں موجود ہوں، قادیانی مباحث میں اسے کافی واقفیت حاصل ہو سکتی ہے۔ جس کا ثبوت مرزا صاحب بانی تحریک قادیان کی اس تحریر سے ملتا ہے جو انہوں نے ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو شائع کی تھی جس کا عنوان تھا۔ مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ

اس کے شروع میں ہی میری نسبت جو خاص تکرار و شکایت کی گئی ہے وہ خصوصاً قابل دید و شنید ہے مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ مولوی ثناء اللہ نے مجھے بہت بدنام کیا، میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہا وغیرہ۔ اس لئے میں دعا کرتا ہوں کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں مر جائے گا۔ (باقی آئندہ)

مسلمانو!
کیا اب بھی بیدار نہیں ہو گے

جانتے ہو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کفر کی ظلمت جہالت کی تاریکی، رسوم کی لعنت انسانوں کے درمیان نفرت کو دور کرنے آئے تھے۔ آپ کا مشن بندے کو خدا سے ملانا نفس کی آلائشوں سے پاک کرنا، کتاب و حکمت کی تعلیم دینا، دلوں میں روشنی اور دماغوں میں نئی فکر پیدا کرنا تھا۔ آپ نے انتشار و افتراق، نفاق اور جھوٹ، جنگ و جدال و عداوت کا خاتمہ کیا اور مسلمانوں کو یہ آخری بار تاکید کی کہ اے ایمان والو! اللہ کی رسی کو اور میری سنت کو پکڑے رہو اگر تم مجھ سے دور ہو جاؤ گے تو اللہ سے دور ہو جاؤ گے۔ اللہ سے دوری تمہارے لئے بربادی و تباہی کا سبب بنے گا۔ اللہ سے بغاوت اور سرکشی انہیں ختم کر کے رکھ دے گی۔ افسوس صد افسوس کہ کلمہ پڑھنے والے قرآن کی تلاوت کرنے والے رسول پر ایمان لانے والے، آپ کی محبت کا دم بھرنے والے آج ذلت و رسوائی، افلاس و نکبت کی زندگی گزار رہے ہیں۔ اور ان کا شیرازہ بکھر چکا ہے عام مسلمان نافرمانی میں ملوث ہیں، خاص کا طبقہ فتنے میں جگر گوشہ پیدا کر رہا ہے، فرقہ اور غیر فرقہ سازی چھوڑ کر جنگ و جدال کر رہا ہے، پارٹیاں بنا رہا ہے، علما لڑنے کے چکر میں اپنا وقت اور روپیہ برباد کر رہا ہے نتیجہ ان تمام کارروائیوں کا یہ ہے کہ ملت کا اتحاد پارہ پارہ ہو چکا ہے مسلمان دن بدن پستی کے گہرے غار میں اترتے چلے جا رہے ہیں معاشرہ بدعات اور رسومات سے بھرا ہوا ہے شرک کی بیماری عام ہے۔ سود عام ہے اتنی برائیاں پیدا ہو گئی ہیں کہ دل کانپ اٹھتا ہے۔

آج کا مسلمان کیا نہیں کرتا۔ سود کھاتا ہے شراب پیتا ہے، جوا کھیلتا ہے، رشوت اور منشیات پر رقم لگاتا ہے کم تولتا ہے کم ناپتا ہے جھوٹ بولتا ہے، فریب کاری کرتا ہے حرام اور زنا کرتا ہے اپنے کاروبار کرتا ہے جو اسلام میں حرام قرار دیئے گئے ہیں، یعنی وہ سارے برائیاں اس میں موجود ہیں جو پچھلی اقوام میں تھیں اور جن کی وجہ اللہ پاک نے ان قوموں کو تباہ و برباد کیا۔ مسلمان قرآن پڑھتے ہیں لیکن یہ نہیں جانتے کیا پڑھ رہے ہیں۔ اور جو کچھ پڑھ رہے ہیں اس میں کیا باتیں کہی گئی ہیں۔ اگر وہ اتنی سی بات معلوم کر لیں تو بڑی حد تک انھیں سدھار آ سکتا ہے۔

ہمارا کہنا مسلمانوں سے صرف یہ ہے کہ وہ تاریخ سے سبق لیں، اپنے اندر قوت احساس اور اسلامی شعور پیدا کریں۔ غفلت کو خیرباد کہہ کر میدان عمل میں آئیں اقوام عالم کی سرگزشت سے عبرت حاصل کریں جو کچھ اس ملک میں ہو رہا ہے اور ہونے والا ہے اسکو آنکھیں کھول کر دیکھیں اور ابھی سے ہر چیز کے لئے اپنے آپ کو تیار کریں، اور ہوش میں آ جائیں اور یاد رکھیں کہ جب تک وہ اپنے خود ساختہ گندہ نظام کو نہیں بدلیں گے اس وقت تک ان کی حالت میں تبدیلی نہیں ہو گی۔

کمیونزم اور اس کا علاج

مولانا مصلح الدین شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ عبداللہ پور

کمیونزم ایک عالمگیر تحریک کا روپ اختیار کر چکا ہے یہ اس وقت پیدا ہوا جب دنیا مذہب کی حلقہ بگوش تھی لیکن اس کے ماننے والے مذہب کی روحانی اور اخلاقی قدروں سے خالی ہو چکے تھے۔ اگر مذہبی گروہ مذہب کے مسلم مشہور اور معروف اخلاقی اصولوں اور ضابطوں کا عملاً پابند رہتا تو کمیونزم جنم نہ لے سکتا تمام مذاہب کی مشترکہ تعلیم ہے مظلوم کی حمایت کی جائے ظالم کو دبایا جائے۔ غریبوں کی امداد ہو بے کسوں کی نگہبانی کی جائے مزدوروں کو ان کی محنت کے مطابق پوری پوری اجرت دی جائے عیاشی اور مسرفانہ زندگی کا قلع قمع کیا جائے متکبرانہ زندگی پر روک لگائی جائے انسانوں میں برابری اور مساوات قائم کی جائے باہم ہمدردی اور اخوت کو فروغ دیا جائے حاکم بادشاہ اور راجہ اپنے کو عوام کا خادم سمجھیں اور خدا کے سامنے اپنے کو جواب دہ تسلیم کریں یہ ہیں وہ مختصر مذہبی اصول جن پر تمام الہٰ آسمانی مذہب متفق ہے جس کو اسلام کہا جاتا ہے جس کی ابتدا آدم سے ہوئی اور جس کی تکمیل محمدؐ پر ہو گئی اور اب یہی مکمل دین قیامت تک سارے انسانوں کی ہدایات اور نجات کے لئے خدا کی طرف سے مقرر ہے جس وقت کمیونزم نے جنم لیا دنیا عیسائی، یہودی، ہندو، بودھ اور اسلام کی حلقہ بگوش تھی مگر یہ مذاہب عملی طور پر اپنی روح کھو چکے تھے عوام ان کی اصلی تعلیمات کی گرفت سے باہر ہو چکے تھے صرف چند ظاہری رسوم اور رواج باقی رہ گئے تھے جن کو عوام اصل دین سمجھ کر ان پر عمل درآمد کر رہے تھے دنیا داری اور تکبر میں داخل ہو چکی تھی ظالم اور بے انصاف حکمراں کے وہ صرف شریک کار بلکہ ہم نوالہ ہم پیالہ بن چکے تھے قدرت کا یہ اصول ہے جب کوئی چیز اپنی انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو اس کے بعد اس کا ری ایکشن اور ردعمل شدید ردعمل ہوتا ہے جو اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دیتا ہے درحقیقت کمیونزم کا ظہور قدرت کے اسی اٹل اصول کا نتیجہ ہے چونکہ کمیونزم تحریک کے رہنما اخلاقی اور روحانی اقدار سے بالکل نا آشنا اور بے خبر تھے

اس لئے یہ تحریک جس کی ابتدا معاشی اخلاقی اور روحانی بگاڑ کے ردعمل کے طور پر ہوئی تھی اپنے اندر توازن اور اعتدال قائم نہ رکھ سکی باطل نظریات کا شکار ہو کر انسانیت کے وبال جان بن گئی اس لئے اگر مذہبی دنیا دوبارہ چاہتی ہے کہ وہ کمیونزم کی مصیبت سے نجات پائے تو ہوا اس کو اس خدا سے جو تمام انسانوں کا خالق اور ان کے تمام معاشی اقتصادی معاشرتی اور سیاسی مسائل سے باخبر ہے اس کے بھیجے ہوئے اسلامی نظام کو مکمل صورت میں ساری دنیا کے اندر قائم کرنے کے لئے جدوجہد کرنی ہوگی صرف پروپیگنڈا کمیونزم کو نہیں روک سکتا کہ کمیونزم کی بنیاد خدا کے انکار پر کمیونزم مذہب کا دشمن خدا کا قاتل ہے وغیرہ وغیرہ کمیونزم کا سیلاب جو روحانیت اور مذہب کے لئے سم قاتل ہے اس کا علاج مذہب کو اس کی اصلی روح اور اسپرٹ کے ساتھ برسر اقتدار لاکر ہی کیا جا سکتا ہے وہ محدود مذہب جو خانقاہوں، مدرسوں، مندروں اور گرجاؤں میں محبوس اور مقید ہے جس کا دائرہ کنڈرول تعویذ اور جھاڑ پھونک تک محدود ہے وہ موجودہ دور میں انسانی مسائل کو حل نہیں کر سکتا اور نہ ایسا مذہب کمیونزم کے سیلاب کو ہرگز روک نہیں سکتا لیکن اگر اسلامی اصولوں پر حکومت کا نظام قائم ہو اور زندگی کے تمام مسائل خدا کی بھیجی ہوئی ہدایات کی روشنی میں بلا کم و کاست حل کر دیئے جائیں تو پھر کمیونزم خود بخود اپنی موت آپ مر جائے گا کیونکہ کمیونزم کی بنیاد کسی ایسے گہرے فلسفے پر نہیں ہے جو ان کی روح کو متاثر کر سکے بلکہ وہ محض ... اشتعال انگیز نعرے اور انتقامی جذبات کی پیداوار ہے جب مذہب کی بنیاد پر معتدل متوازن اور منصفانہ نظام قائم ہو جائے گا تو پھر وہ تحریک جو انتقامی جذبات کی پیداوار ہے خود بخود سرد پڑ جائے گی مذہب دوستوں کو بلا تاخیر ان باتوں پر توجہ کرنی چاہیئے۔ مذہب نے غریبوں، مزدوروں اور گرے ہوئے لوگوں کی فلاح و بہبود کے سلسلے میں جو زرین اور مفید ہدایات دی ہیں ان کو لیکر میدان عمل میں ان کو آگے بڑھانا چاہیئے

اگر ایسا کیا جائے گا تو عوام جو اس وقت بھی مذہب پرست ہیں وہ کمیونسٹوں کے دام فریب سے نکل کر مذہبی تحریکات کا یقیناً ساتھ دینا شروع کر دیں گے کیونکہ وہ جب دیکھیں گے کہ جو فائدے مذہب کو چھوڑ کر کمیونزم کے ذریعہ ان کو حاصل ہو سکتے ہیں وہ اپنے مذہب کا پابند رہتے ہوئے بھی حاصل کئے جا سکتے ہیں تو یقیناً وہ دینی تحریکات کا ساتھ دینے کے لئے

بقیہ:- اظہار حقیقت صفحہ ۲ سے آگے

دلچسپی پر ناظم صاحب وغیرہ سے بحث مباحثات و بات چیت ہوئی لیکن کوئی نتیجہ خیز بات سامنے نہیں آئی۔

اسی اثنا میں علامہ [illegible] صاحب نے ناظم صاحب کو ذاتی طور پر ایک خط لکھا جس میں انہوں نے ناظم صاحب سے سوال کیا تھا کہ جمعیت کی صدارت لینے کے لئے آپ کو کیا ضرورت تھی وہ اگر چاہتے تو آپس میں بیٹھ کر بات چیت کے ذریعہ بھی صدارت مل سکتی تھی۔ انھوں نے مزید لکھا کہ آپ کی یہ بھی پلاننگ ہے کہ جمعیۃ کو دہلی سے بنارس منتقل کر دیا جائے تاکہ سعودی عرب والوں کو متاثر کرنے کیلئے دار السلام کے ساتھ ساتھ جمعیۃ کا کریڈٹ بھی حاصل ہو جائے۔ بس خط سے اہل بنارس کے انداز فکر میں تھوڑی سی تبدیلی آئی اور جب یہ لوگ دوبارہ دہلی آئے تو جمعیۃ کی صدارت کے لئے مزید ناموں کا اضافہ ہوا۔ اپنے ناظم صاحب کے نام کے علاوہ دیگر چار نام پیش کئے گئے۔

(۱) شیخ عبدالواحد صاحب سب سے پہلے شیخ الجامعہ عمر آباد

(۲) مولانا نور الدین صاحب کشمیری

(۳) الشیخ محی الدین برادر شیخ عبدالصمد الکاتب مالابار

(۴) حافظ عبدالحلیم صاحب کو جو حقیقتاً

اوپر کے دو ناموں کے لئے مولانا عبدالقدوس صاحب کی رائے تھی کہ شیخ عبدالواحد صاحب چونکہ بہت زیادہ ضعیف ہیں اس لئے وہ کام نہیں کر پائیں گے۔ مولانا نور الدین میں قابلیت کی کمی ہے لہٰذا وہ منصب صدارت کے لئے مناسب نہیں ہیں۔ شیخ محی الدین کے متعلق میرا خیال تھا کہ مالابار سے متعلق ہونے کی بنا پر ان کو اردو پر عبور حاصل نہیں ہے۔ لہٰذا ایک آل انڈیا جماعت کے لئے ایسا صدر جو ملک کی عمومی زبان پر پوری دسترس نہ رکھتا ہو مناسب نہیں رہے گا۔ اب صرف دو نام باقی رہ گئے۔ بکر یہ حافظ عبدالحلیم صاحب کے

نام پر بھی کچھ اعتراضات تھے لیکن اہل بنارس نے اپنی بات فیصلہ دینے والے نام کے ساتھ اتفاق کیا۔ مولانا عبدالقدوس کو جب اس فیصلہ کا علم ہوا تو انہوں نے حافظ صاحب سے سوالات شروع کر دیئے وہ آپ کو پکڑ تو نہیں آتے آپ [illegible] سفر کر سکتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ صدارت کے لئے جب حافظ عبدالحلیم کا نام پیش ہوا تو موصوف نے اپنا نام واپس لے لیا اور جب اسکی وجہ پوچھی گئی تو جواب دیا کہ مجھے عبدالحمید سے خطرہ تھا وہ میرا نام پیش ہونے پر ان کو بدنام کریں گے جس کا اندازہ ہے

مجھے ان کے طرح طرح کے [illegible] ہم نے یہی مناسب سمجھا کہ میری ذرہ بھر بحث نہ ہونے موصوف کی خواہش ہے کہ میں تو میں اس نام نہاد انتخابی جلسہ میں شرکت کروں چونکہ اس [illegible] کارروائی کو بے ضابطہ سمجھتا ہوں لہٰذا میرے لئے کسی بھی طرح مناسب نہیں تھا کہ اس میں

حسن بصریؒ

حسن بصری کے ملفوظات، ناشر مرکزی جمعیۃ اہل حدیث ہند قیمت ۱/- ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک

پتہ:- مکتبہ ترجمان پوسٹ بکس نمبر ۱۳۰۶ دہلی۔

حُبِّ رسول کے مظاہرے

ناشر: مرکزی جمعیۃ اہل حدیث ہند قیمت صرف ۵۰ پیسے علاوہ محصول ڈاک

مسلمان اور قبر پرستی

قیمت ۵۰ پیسے علاوہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ:- مکتبہ ترجمان۔ پوسٹ بکس ۱۳۰۶ دہلی ۶

D (D) 712

FORTNIGHTLY TARJUMAN

377, PRESS STREET, SADAR BAZAR, DELHI-110006

عصری اسلوب میں

اسلامی لٹریچر

مولانا وحید الدین خاں کے قلم سے

• مذہب اور جدید چیلنج صفحات ۲۵۶ قیمت ۲۰/۰

• جدید دینی صفحات ۴۸ قیمت ۲/۰ • تعمیر ملت صفحات ۴۸ قیمت ۲/۰ روپے

• اسلام دین فطرت صفحات ۴۸ قیمت ۲/۰ روپے • قرآن کا مطلوب انسان صفحات ۴۸ قیمت ۲/۰ • راسلام صفحات ۲۰۰ قیمت ۱۲/۰ روپے

• اسلامی دعوت صفحات ۴۸ قیمت ۲/۰ روپے • زلزلہ قیامت صفحات ۶۴ قیمت ۳/۰ روپے • تاریخ کا سبق صفحات ۴۸ قیمت ۲/۰ روپے

• عقلیات اسلام صفحات ۴۸ قیمت ۲/۰ • مذہب اور سائنس صفحات ۴۸ قیمت ۲/۰ روپے علاوہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ:- مکتبہ ترجمان پوسٹ بکس ۱۲۰۶ دہلی

رحمۃ للعالمین

قاضی سلیمان منصور پوری

تین حصوں میں مجلد ساٹھ روپے علاوہ محصول ڈاک

نوٹ: علاوہ کتب کا آرڈر دیتے وقت ایک چوتھائی رقم پیشگی بھیجا کیجئے

خریدار صاحبان خط وکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

ملنے کا پتہ:-

مکتبہ ترجمان پوسٹ بکس ۱۲۰۶ دہلی

دستور المتقی

مجلد عمدہ طباعت قیمت دس روپے ۱۰/۰

علاوہ محصول ڈاک

ایمان

ایمانیات پر بہترین کتاب، طباعت کتابت عمدہ

قیمت ۵/۰ روپے علاوہ محصول ڈاک

منیجر:- مکتبہ ترجمان - پوسٹ بکس ۱۲۰۶ - دہلی ۶

کلمۂ طیبہ

سی بی خان ناگرہ

کلمۂ طیبہ میں ہر پہلو سے آپ کو قرآن کریم کی روشنی میں جواب ملے گا۔

صفحات صرف ۲۴ قیمت ایک روپیہ

مہر نبوت

قاضی محمد سلیمان منصور پوری مولف "رحمۃ للعالمین"

یہ کتاب اسلام کو سمجھنے کے لئے کافی ہے۔ صفحات ۴۸

قیمت صرف ایک روپیہ پچاس روپیہ

قانون الٰہی یا انسانی

عبد القادر عودہ شہید

قانون کا مطالعہ کیا ہوا قانون مصر کے ماہر قانون کی معرکۃ الآرا تصنیف صفحات ۹۶

قیمت ۳/۰ روپے

چالیس حدیث

امام نووی

ترجمہ انگریزی و اردو

قرآن کریم کے ساتھ ساتھ احادیث کا مطالعہ بھی انتہائی ضروری ہے

صفحات ۱۵۲

قیمت صرف ۸/۰ روپے

علاوہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ:- مکتبہ ترجمان پوسٹ بکس ۱۲۰۶ دہلی ۱۱۰۰۰۶

مولانا آزاد کی مشہور تصانیف

مضامین الہلال صفحات ۲۲۳ مجلد ۶/۰ روپے

تبرکات آزاد مکتوبات آزاد صفحات ۲۲۴ قیمت ۱۵/۰ روپے

قول فیصل عمدہ طباعت صفحات ۱۲۶ مجلد ۵/۵۰ روپے

خطبات آزاد مولانا آزاد کی تقریروں کا مجموعہ صفحات ۳۶۶ مجلد ۰

آزاد کی کہانی خود انکی زبانی قیمت ۱۵/۰ روپے

غبار خاطر قیمت ۱۵/۰ روپے

انسانیت موت کے دروازے پر تمام خلفا کا ذکر بہترین طباعت کاغذ سفید مجلد قیمت پانچ روپیہ ۵/۰ روپے

ملنے کا پتہ:-

مکتبہ ترجمان - پوسٹ بکس نمبر ۱۲۰۶ دہلی

تفسیر محمدی تفسیر ابن کثیر

پارہ اول ۴/۰ روپے پارہ دوم ۳/۰ روپے

مجلد یکجا دو پارے ۹/۰ روپے علاوہ محصول ڈاک

مکتبہ ترجمان - پوسٹ بکس نمبر ۱۲۰۶ - دہلی

D (D) 712

یکم رجب ۱۴۰۰